www.nafseislam.com
غافل مسلمانوں کے دل ہلا دینے والی ایک بے حد اہم تحریر
ایمان کی موت
علامہ محمد اکمل قادری عطاری
مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور
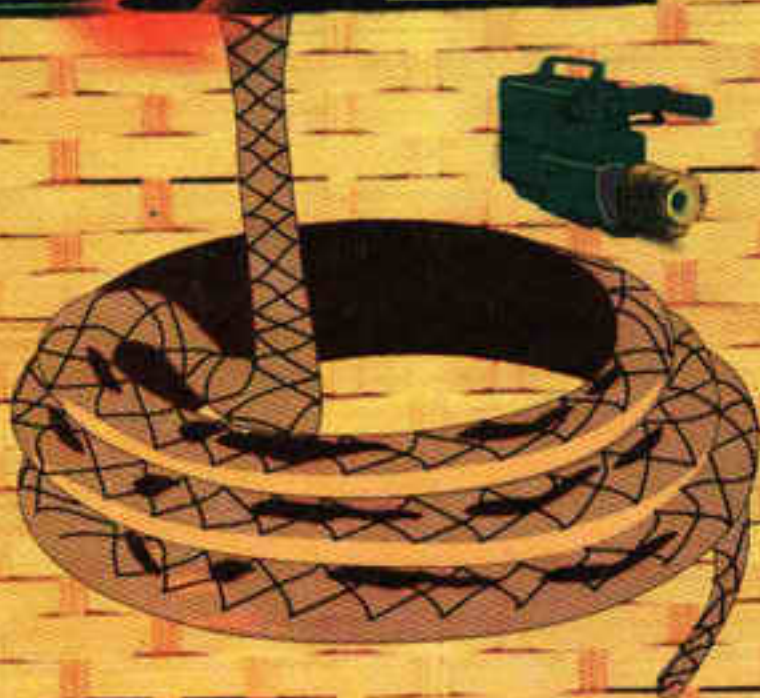
پہلے اسے پڑھئے

حیثیتِ مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں ایک نہ ایک دن ضرور مرنا ہے اور پھر برزخی زندگی کے اختتام پر، دنیاوی زندگی کا حساب و کتاب دینے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر کیا جانا ہے۔ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے "پروانۂ نجات"، ان ہی خوش قسمتوں کو عطا کیا جائے گا کہ جو دنیا میں نفس و شیطان پر غلبہ حاصل کر کے اطاعتِ رسول ﷺ کی دولتِ عظیمہ میں سے وافر حصہ حاصل کر چکے تھے، جب کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گرفتار افراد کے لئے پروانۂ ہلاکت ہو گا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ "جنہوں نے اپنے مذہب کی تعلیمات و احکامات کو نگاہِ حقارت سے دیکھا، ان کا مذاق اڑایا، ہدایت سے منہ موڑا، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی، دین داروں سے بیزاریت کا اظہار کیا اور نفس و شیطان کی اطاعت اور دنیا کے ساتھ چلنے کو لازم جانا۔"

"پروانۂ ہلاکت" کے حصول میں بہت بڑا کردار "ان فحش مناظر" کا بھی ہو گا کہ جنھیں مسلمانوں نے دنیا میں "دلچسپی و مسرت" کے ساتھ دیکھا اور ان کے اخروی انجام کی پرواہ نہ کی۔ ان مناظر کی وجہ سے ہمارے مسلم معاشرے کا جو حشر ہوا، وہ سب کے سامنے ہے اور جو ہونے والا ہے اس کا اندازہ کرنا کم از کم ذی شعور مسلمانوں کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔

لھذا "معاشرے کی اصلاح" اور "آخرت کی فلاح و کامرانی" کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ "مسلمانوں میں فلموں، ڈراموں کے "قبیح و

غلیظ" ہونے کا احساس و شعور بیدار کیا جائے، ان مناظر کا شرعی حکم اور ان سے نجات حاصل کرنے کے طریقے بیان کئے جائیں۔

بظاہر یہ کام ناممکن نہیں تو بہت زیادہ مشکل ضرور نظر آتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے امید ہے کہ اگر اس سلسلے میں مخلصانہ کوشش کو جاری رکھا جائے تو کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ پیشکش اسی مقصد کے حصول کے لئے دیانت دارانہ کوشش کا نتیجہ ہے۔

اس رسالے میں پہلے اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ایک سوال اور اس کا جواب ہے اور پھر فلموں، ڈراموں کے بارے میں احکام، ان کے نقصانات اور آخر میں ان سے بچنے کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔ "اولاً" آپ اس کا خود مطالعہ فرمائیں، اگر آپ کو محسوس ہو کہ "کوئی مسلمان اسے پڑھ کر فلموں ڈراموں سے تائب ہو سکتا ہے تو بغیر سستی کئے دوسروں تک بھی اسے پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض مقامات پر تحریر شدہ "کچھ جملے"، "بعض حساس حضرات" کے لئے "شدید غم و غصے" کا سبب بن جائیں، اس قسم کے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں "پیشگی معذرت" کرتے ہوئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگرچہ آپریشن کے باعث مریض کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ڈاکٹر ٹیکہ لگائے تو اذیت ضرور محسوس ہوتی ہے اور بعض اوقات نہ چاہتے ہوئے کڑوی گولیاں بھی کھانی پڑ ہی جاتی ہیں لیکن "حصول شفاء" کی جستجو میں ہر مریض ان تمام تکالیف کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار نظر آتا

ہے، بالکل اسی طرح "حصولِ پاکیزگی اور باطنی صفائی" کے لئے اگر کچھ "ناگوار سچ" بھی برداشت کر لیا جائے تو غالباً اس میں ناراضگی والی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔"

امید ہے کہ "مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائی" اصلاح کی غرض سے قلوب پر چوٹ کرنے کی خاطر استعمال کئے جانے والے "طنزیہ الفاظ" سے ان کے "ظاہری معنی" مراد لینے کی "غلطی" میں مبتلاء نہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور معاشرے کی اصلاح کے لئے سببِ عظیم بنائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۶ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ

13 مارچ 2000

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدِ الانبیاء والمرسلین، اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ اہلِ ہنود (یعنی ہندو لوگوں) میں کم زیادہ (یعنی کم وبیش) ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی رہے کہ جس میں رام وچھمن وراون وسیتا[1] وغیرہ عورت ومرد کی قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور اس کے ساتھ ہی طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن[2] وغیرہ گاتا گایا جائے اور ان تصویروں کو نعوذ باللہ[3]، معبودِ حقیقی سمجھیں اور ہر طرح کے فحش ولغویات پیدا ہوتے ہوں، تو ایسی مجلسوں میں ان مسلمانوں کو جو' ازروئے تحقیقِ مذہبِ اسلام (یعنی مذہبِ اسلام کی تحقیق کی بناء پر) ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ (یعنی تھوڑا بہت) واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں، شریکِ مجلس ہونا اور دلچسپی وحظِ نفس اٹھانا (یعنی لذت حاصل کرنا) اور بعض شبیہِ ناپاک (یعنی کچھ ناپاک تصویروں) پر وقعت کی نظر ڈالنا (یعنی انھیں نگاہِ تعظیم سے دیکھنا) اور بعض شبیہِ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثلِ عقائدِ باطلۂ ہنود (یعنی ہندوؤں کے عقائدِ باطلہ کی طرح) تعریف وتوصیفِ سوانگ وتماشہ (کھیل

---

[1] کافروں کے دیوی دیوتا [2] وہ گیت جس میں خدا کی تعریف ہو [3] ہم اللہ عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں

تماشے کی تعریف و توصیف) میں بتالیفِ قلوبِ مشرکین (یعنی مشرکوں کی دل جوئی کے لئے) تائید (یعنی طرف داری) یا "ہوں ہاں" کرنا اور فجر کی نمازیں قضا کرنا بایں نمط (یعنی اس طریقے کے ساتھ) کہ عشاء بمصروفیِ تماشہ (یعنی تماشے میں مصروفیت کے سبب) اور فجر کی نماز، غلبۂ نیند سے اور باعتراضِ بعض مانعین (یعنی کچھ منع کرنے والوں کے اعتراض کے سبب) یہ کہنا کہ "ہم تو حق اور باطل میں امتیاز ہو جانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں"۔ اور ایسی ہی بے سود تاویلات (یعنی بے فائدہ حیلے بہانے) کرنا، اور زینتِ مجلس کے واسطے اپنے گھروں سے جاجم (یعنی بیل بوٹے دار کپڑے) و دیگر فرش (بچھانے کی چیزیں) و چوکیات (یعنی چھوٹے تخت) و پارچہ (یعنی پوشاک) و زیورات دینا اور بوقتِ اختتامِ جلسہ اپنی نام آوری یا فخریا شخصیت یا اہلِ ہنود میں اپنی وقعت (یعنی عزت) ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت و حقارت جان کر ہمراہِ اہلِ ہنود، روپیہ روپیہ دینا، "بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجودِ قدرت "آنہ، دو آنہ" نہ دے سکتے ہوں"، اور اس مجلس کی شیرینی جو "بنام نہاد پرشاد" (یعنی نہاد پرشاد کے نام کے ساتھ) تقسیم ہوتی ہے، کھانا، تو ایسے مسلمانوں کے واسطے ازروئے احکام شرع شریف کیا حکم ہے؟ صاف صاف مع عبارتِ قرآنِ مجید و حدیث شریف و فقہِ مبارک، جداگانہ تمام امور کا جواب مفصل (تفصیل کے ساتھ) ارشاد فرمائیں، اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔"

الجواب

ایسے لوگ فُسّاق (یعنی بدکار)، فُجّار (یعنی گناہ گار)، مرتکبِ کبائر (یعنی کبیرہ

گناہ کرنے والے)، مستحقِ عذابِ نار و غضبِ جبار ہیں۔ مسلمان کو حکم ہے کہ راہ چلتا ہوا کفار کے محلے سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محلِ لعنت (یعنی نزولِ لعنت کا مقام) ہے، نہ کہ خاص ان کی عبادت کی جگہ کہ جس وقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں، قطعاً (یعنی یقینی طور پر) اس وقت لعنت اترتی ہے اور بلا شبہ اس میں (یعنی لعنت کے مستحق ہونے میں) تماشائیوں کا بھی حصہ ہے۔

یہ (یعنی مسلمان رہتے ہوئے لعنت کا مستحق ہونا) اس وقت ہے کہ ''محض تماشہ مقصود ہو اور اسی غرض سے نقد و اسباب (یعنی پیسہ و سامان) دے کر اعانت (یعنی مدد) کی جاتی ہو'' اور ''اگر ان افعالِ ملعونہ (یعنی لعنتی کاموں) کو اچھا جانا'' یا ''ان تصاویرِ باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا'' یا ''ان کے کسی حکمِ کفر پر ''ہوں ہاں'' کہا (یعنی ٹال مٹول) سے کام لیا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے، جب تو ''صریح کفر'' ہے۔ ''غمز العیون'' میں ہے، ''**مَنِ اسْتَحْسَنَ فِعْلاً مِنْ اَفْعَالِ الْكُفَّارِ كَفَرَ بِاتِّفَاقِ الْمَشَائِخِ** (یعنی جس شخص نے کفار کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا جانا، تو علماء اس پر متفق ہیں کہ وہ کافر ہو گیا)۔

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے (یعنی یقین رکھتے) ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور اللہ واحد قہار کے حضور جانا ہو گا تو ان پر ''فرض ہے کہ توبہ'' کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں، ''نئے سرے سے کلمۂ اسلام'' اور اپنی عورتوں سے ''نکاحِ جدید'' کریں ورنہ ''عذابِ الٰہی'' کے منتظر رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ '' **يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ** '' (یعنی اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے "اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (البقرہ پ۲ آیت ۲۰۸)"

و اللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے)

خصوصی توجہ فرمائیے

اگر دریافت شدہ مسئلے پر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ درج ذیل امور کا ذکر کر کے شرعی حکم دریافت کیا گیا ہے۔

﴿1﴾ رات گئے اور کئی کئی دن تک، کافروں کی مجلس کا منعقد ہونا۔

﴿2﴾ اس میں کافروں کے جھوٹے خداؤں کی تصویروں کا دکھایا جانا۔

﴿3﴾ باجا بجا کر بھجن گانا۔

﴿4﴾ ان تصویروں کو معبودِ حقیقی سمجھنا۔

﴿5﴾ مسلمانوں کا اس میں شریک ہونا۔

﴿6﴾ ان مناظر سے لذت حاصل کرنا۔

﴿7﴾ ان معبودوں کو معاذ اللہ تعظیم کی نگاہ سے دیکھنا۔

﴿8﴾ بعض تصاویر پر شہوت کی نظر ڈالنا۔

﴿9﴾ مشرکوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی ہاں میں ہاں ملانا۔

﴿10﴾ اس مجلسِ خبیث کے باعث، عشاء و فجر کی نمازوں کا قضا ہونا۔

﴿11﴾ منع کرنے کے باوجود حیلے بہانے کر کے شرکت سے باز نہ آنا۔

﴿12﴾ پیسے وغیرہ سے کفار کی مدد کرنا۔

خلاصۂ جواب

جواب میں فقیہِ اعظم، امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت، اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کا آسان الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ،

﴿۱﴾ جہاں کفار اور ان کے بت یا ان کی تصویریں ہوں، وہ لعنتی مقامات ہیں۔

﴿۲﴾ جس مقام پر کفار کی عبادت ہو رہی ہو، وہ تو قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کے نزول کا مقام ہے۔

﴿۳﴾ شریک ہونے والا مسلمان دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) وہ صرف اور صرف تماشہ دیکھنے کی نیت سے گیا ہے۔ (یعنی دل میں کفار اور ان کی عبادت و عقائدِ باطلہ سے نفرت موجود ہے اور یہی حالت و کیفیت، واپسی تک بلکہ واپسی کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔)

(ii) یا پھر صرف تماشہ دیکھنا مقصود نہیں بلکہ کفار کے افعالِ ملعونہ کو اچھا گمان کر کے گیا تھا، نیز ان کے معبودانِ باطلہ کی تصویروں کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے "حکمِ کفر" پر ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔

"پہلی صورت" میں، شریک ہونے والا "کافر تو نہ ہوگا" البتہ فاسق، فاجر، بدکار، گناہِ کبیرہ کرنے والا اور کفار پر برسنے والی لعنت میں حصہ دار اور جہنم کی آگ اور اللہ تعالیٰ کے "غیظ و غضب کا مستحق" ضرور ہوگا۔

جبکہ "دوسری صورت" میں وہ، "دائرۂ اسلام سے خارج" ہو جائے گا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ اب اگر توبہ و تجدیدِ نکاح کرلے تو سعادت مندی ہے اور اس کے برعکس اگر "نفس و شیطان کی غلامی کے پٹے کی مضبوطی کے باعث "توبہ و تجدیدِ نکاح و تجدیدِ ایمان نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب و گرفت کے لئے تیار رہے کہ یا تو" دنیا و آخرت دونوں میں اس

کا بیڑا غرق اور حشر خراب ہوگا ورنہ کم از کم آخرت میں تو ضرور نشانِ عبرت بنا دیا جائے گا۔"

مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیو اور بہنو!

اگر آپ سوال میں مذکور صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھ کر موجودہ مسلمان معاشرے پر ایک سرسری نظر دوڑائیں تو بآسانی محسوس کر لیں گے کہ فی زمانہ بے شمار مسلمان گھرانے ایسے ہیں کہ جن کے سروں پر "جوابِ مسئلہ میں موجود شرعی حکم مرتب ہونے کا شدید خطرہ، پورے غیض و غضب کے ساتھ" منڈلا رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ آج کل تقریباً ہر گھر میں جو "مخصوص فلمیں" بکثرت چلائی جاتی ہیں، کیا وہ سوال میں بیان کردہ مجلس کا بعینہٖ نقشہ پیش نہیں کرتیں؟ مثلاً،

﴿1﴾ کیا یہ فلمیں دات رات بھر اور تقریباً روزانہ بلاناغہ نہیں چلائی جاتیں؟

﴿2﴾ کیا اس میں کافروں کے باطل و جعلی فاسد خداؤں کو آراستہ و پیراستہ حالت میں نہیں دکھایا جاتا؟

﴿3﴾ کیا ان میں باجوں کے ساتھ بھجن و دیگر گانے نہیں گائے جاتے؟

﴿4﴾ کیا ان میں دکھائے جانے والے بتوں یا ان کی تصویروں کو معبودِ حقیقی تصور نہیں کیا جاتا؟

﴿5﴾ کیا ایک "مسلمان کہلوانے والا"، "اسلام سے محبت کا دعویٰ

کرنے والا“ اور ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب و کتاب دینے پر یقین رکھنے والا“، اپنے تمام گھر والوں سمیت، خوب خوشی و مسرت کے ساتھ ”اس مجلس“ میں شریک نہیں ہوتا؟

﴿6﴾ کیا ان مناظر سے لذت حاصل نہیں کی جاتی؟

﴿7﴾ کیا بعض مناظر کو شہوت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا؟

﴿8﴾ کیا ”غیرت مند مسلمانوں“ کے گھر میں قائم ہونے والی اس ”بے غیرت مجلس“ کی وجہ سے نمازیں قضا نہیں ہوتیں؟

﴿9﴾ کیا ان فلموں کو مسلسل دلچسپی سے دیکھنے کے باعث ”غیر محسوس طریقے“ سے کفار اور ان کے باطل مذہب سے محبت میں اضافہ اور ان سے نفرت و کراہیت میں کمی واقع نہ ہوگی؟ ﴿کیونکہ یہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے کہ ”جب انسان مسلسل برا کام کرے“ یا ”برے کام کرنے والوں کے ساتھ نشست و برخاست (یعنی اٹھنا بیٹھنا) رکھے“ تو آہستہ آہستہ ان برائیوں سے نفرت ختم ہو جاتی ہے، گناہ گار تو گناہ گار، اگر دین دار بلکہ تبلیغِ دین کرنے والے حضرات بھی اپنی باطنی کیفیات پر غور کریں تو بآسانی اس چیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مثلاً ایک شخص باہر، لوگوں کو مختلف گناہ کرتا دیکھ کر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے، لیکن جب اپنے گھر میں جاتا ہے تو وہی گناہ یا اسی درجے کی خطاء، خود اس کے ”ماں باپ“ یا ”بھائی بہن“ وغیرہ اس کی نگاہوں کے سامنے کر رہے ہوتے ہیں، لیکن یا تو اسے بالکل غصہ نہیں آتا اور یا اگر آتا بھی ہے تو اس میں وہ شدت نہیں ہوتی، جیسی کہ باہر دیکھی جا سکتی تھی، وجہ وہی ہے کہ چونکہ گھر والوں کے

ساتھ ہمہ وقت رہنا پڑتا ہے لھٰذا بار بار برائی کو دیکھتے رہنے کے باعث، وہ نفرت باقی نہیں رہتی جو رہنی چاہیئے۔

سگِ عطار (راقم الحروف) نے خود ایک مرتبہ اخبار میں یہ افسوسناک خبر پڑھی کہ "ایک معروف "کافر اداکار"، فلم کی شوٹنگ کے دوران، شدید زخمی ہو گیا، چنانچہ پاکستان میں بے شمار لوگوں نے اس کی "صحت یابی" کے لئے دعائیں مانگیں"۔ "**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔"

آپ غور فرمائیں کہ "اگر قلوب میں "کفار و کفر" کی نفرت ہوتی تو کیا اس طرح خلوصِ دل کے ساتھ اس شخص کے لئے دعائیں مانگی جاتیں؟" کیا کبھی کوئی "اپنے دشمن اور قابلِ نفرت شخص کی صحت یابی کے لئے بھی دعا کرتا ہے؟" وجہ وہی ہے جو عرض کی جا چکی۔

یونہی سگِ عطار نے ایک مرتبہ دو بچوں کو دیکھا کہ "جب وہ آپس میں ملے تو اپنے نبی (ﷺ) کی سنت کے مطابق "السلام علیکم" کے بجائے، دشمنانِ اسلام کے طریقے کے مطابق دونوں ہاتھ جوڑ کر "رام رام" کہا"، دل جل کر رہ گیا۔ (یقیناً ان کے بڑوں نے، کفار کی فلموں سے حصولِ لذت کے لئے ان بچوں کے مستقبل کی طرف سے عقل کی آنکھیں بند کر لی ہوں گی، جس کا یہ نتیجہ نکلنا ایک یقینی امر ہے۔)

یونہی ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے اپنی موٹر سائیکل کی سامنے والی لائٹ پر لکھوایا ہوا تھا "رام جانے"۔۔۔ افسوس صد افسوس! یہ سب غیر دل سے بڑھنے والی محبت کی علامات ہیں کہ مسلمان اپنے اسلامی شعائر اور بابرکت

ناموں کو چھوڑ کر "غیر قوموں کے شعار اور ان کے نزدیک متبرک ناموں" سے برکت حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں "فخریہ طور" پر مصروفِ عمل ہے۔

یونہی عید کے موقع پر بجنے والے "عید کارڈ" تقریباًان ہی کفارِ نا ہنجار کی بے حیابنا دینے والی تصویروں پر مشتمل ہوتے ہیں، جنہیں محبت و شوق سے خریدنے والی بڑی تعداد، "اسکول و کالج میں زیرِ تعلیم مسلمان بھائیوں اور بہنوں" کی ہوتی ہے، بلکہ افسوس ہے کہ ان کارڈوں سے باقاعدہ البم تیار کی جاتی ہے اور شائد "قرآنِ پاک" کو اتنی محبت و عقیدت کے ساتھ اتنے محفوظ مقام پر کبھی بھی نہ رکھا ہوگا، جتنی محبت اور دھیان سے "ان ناپاک تصویروں پر مشتمل البم" کو سنبھال کرر کھا جاتا ہے۔

اسی طرح "آج کل کے اپنے گھروں سے تربیت یافتہ جدید ذھن رکھنے والے نوجوانوں" کو دیکھ لیجئے، ان کی جرسیوں، ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈائریوں اور ذاتی کمرے کی دیواروں پرانھیں "اسلام دشمنوں" کی تصاویر نظر آئیں گی۔ کیا یہ محبت کی علامات نہیں؟..... کیا انھیں نفرت و کراہیت کی نشانیاں قرار دیا جاسکتا ہے؟﴾

﴿10﴾ ان فلموں کو خریدنے یا کرائے پر لینے یا دیگر ذرائع سے دیکھنے کی کوشش "میں مجموعی طور پر جو کروڑوں روپیہ استعمال ہو رہا ہے، کیا اس سے "کفار کی مدد" اور "ان کو تقویت" حاصل نہیں ہوتی؟

﴿11﴾ کیا منع کرنے کے باوجود آج کل کا مسلمان مختلف حیلوں

بہانوں سے ان فلموں کو دیکھنے کا جواز تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتا؟...... مثلاً کبھی تو صاف جھوٹ بولتے ہوئے کہتا ہے کہ "ہم تو صرف ٹائم پاس کرنے کے لئے دیکھتے ہیں، ہمیں پہلے بھی کافروں سے نفرت تھی اور اب بھی ہے۔"

اب اس نادان سے کوئی پوچھے کہ "کیا تیرے پاس کوئی ایسی شرعی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعے "وقت پاس کرنے کی نیت سے خوش دلی کے ساتھ گناہِ کبیرہ کرنا جائز قرار دیا جاسکے؟"

اور کبھی "قلبی خواہش" کے باوجود خود کو مذمت سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "جی کیا کریں، دراصل بچے بڑی ضد کر رہے تھے، بس اسی وجہ سے مجبوراً "وی سی آر اور ڈش انٹینا خریدنا پڑا۔"

کاش کوئی اس "**بھولے بادشاہ**" سے سوال کرے کہ "اگر کل آپ کی یہی اولاد ضد کرتے ہوئے مطالبہ کرے کہ "ابا جان! ابا جان! آپ تیسری منزل سے نیچے چھلانگ لگا دیجئے" یا "آپ جلتے ہوئے چولہے پر بیٹھ جایئے" یا "اس چھری سے اپنا گلا کاٹ لیجئے"۔ تو کیا اب بھی آپ پر اولاد کی محبت غالب رہے گی؟......

یقیناً اس کا جواب یہی ہو گا کہ "ہرگز ہرگز نہیں" تو اب بڑے ادب سے سوال کیا جائے کہ "حضرت! ماشاءاللہ جان جانے کے خوف کی بناء پر تو آپ کی عقل، محبتِ اولاد پر غالب رہی، لیکن "بے حیائی کی دلدل میں سر تک دھنسا

دینے والے خطرناک آلات کے ذریعے اپنے اور اپنے اہلِ خانہ کے ایمان کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچاتے ہوئے آپ کی عقل شریف نے کام کرنا کیوں چھوڑ دیا تھا؟"﴾

آخرت پر ایمان رکھنے والے مسلمان بھائیو!

یہاں تک بیان کردہ

تفصیل سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ "چونکہ تقریباً ہر گھر میں خوش دلی سے قائم ہونے والی یہ خوفناک مجلسیں"، سوال میں مذکور مجلسِ ناپاک میں ہونے والی خرافات پر ہی مشتمل ہوتی ہیں لھٰذا یہ فلمیں بھی دو صورتوں سے خالی نہ ہوں گی کہ

(۱) "یا تو اپنے دیکھنے والوں کو فاسق و فاجر و مرتکبِ کبائر و مستحقِ عذابِ نار و غضبِ جبار کے القابات سے نوازے جانے میں معاون و مددگار بنیں گی۔"

(۲) اور "یا پھر ان کے ایمان کا بیڑا غرق کر کے انھیں بھی ان کافروں کی صفوں میں داخل کروادیں گی کہ جن کی بے غیرتی اور بے حیائی پر مشتمل حرکات کے بغیر موجودہ دور کے کثیر مسلمانوں کا "کھانا ہی ہضم" "نہیں ہوتا"۔

پھر اگر توبہ نہ کی تو ﴿پہلی صورت﴾ میں "دنیا و آخرت کا سخت عذاب بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے"، جب کہ ﴿دوسری صورت﴾ میں "ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ٹھکانہ بنادیا جائے گا، جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہو گی"۔

﴿محبت و قلبی لگاؤ کے ساتھ دیکھی جانے اور اللہ تعالیٰ کو غضبناک

کرنے والی ان "بے حد ضروری مجلسوں" کے دنیوی واخروی لحاظ سے چند مزید نقصانات﴾:۔

(۱) پیسے کی بربادی:۔

ان فضولیات و خرافات پر مشتمل "فلموں" کو خریدنے یا کرائے پر لینے میں پیسہ لگانا، یقیناً اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک نعمت کو بے دردی کے ساتھ برباد کرنا ہے۔ یہی پیسہ اگر کسی معیاری یا نیکی کے کام میں خرچ کیا جاتا تو کتنا نفع بخش ہوتا؟.... اس طرح کے بے کار کاموں میں مال خرچ کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے، "وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ☆اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ۔اور (اپنا مال) فضول نہ اڑا، بے شک فضول (مال) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔"

﴿ترجمہ کنزالایمان پ۱۵ بنی اسرائیل۔۲۶،۲۷﴾

(۲) وقت کی بربادی:۔

انسان کی "دنیاوآخرت میں ترقی کا بڑا دارومدار" اپنے قیمتی وقت کو بہترین کاموں میں صرف کرنے پر ہے۔ لیکن صرف "نفس کی حرام خواہش کی تکمیل کی خاطر" کئی کئی گھنٹے بلکہ بعض اوقات تو کئی کئی دن ان "غلیظ فلموں" سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ضائع ہو جاتے ہیں اور نتیجہ نقصان وخسارے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں نکلتا، جو کبھی تو صرف آخرت میں ہی ظاہر ہوگا اور کبھی دنیاوآخرت دونوں میں۔

امامِ غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ "کل قیامت کے دن، "رات اور دن کے بدلے (جن کی چوبیس گھڑیاں ہیں) بندے کے سامنے چوبیس خزانے رکھے جائیں گے، جب ایک خزانہ کا دروازہ کھولا جائے گا تو وہ اس کو نیکیوں سے بھرا اور معمور پائے گا جو اس نے اس گھڑی میں کی تھیں، اس وقت اس کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہو گی کہ "اگر اس خوشی کو دوزخیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ آتشِ دوزخ سے بے خبر ہو جائیں" اس شخص کی اس خوشی اور شادمانی کا سبب یہ ہے کہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ یہ انوار، خداوند تعالیٰ کے حضور میں قبولیت کا وسیلہ ہیں۔" جب ایک اور خزانے کا دروازہ کھولیں گے جو سیاہ اور تاریک ہو گا، تو اس خزانے سے ایسی بدبو آئے گی کہ سب لوگ (ناگواری سے) ناک بند کر لیں گے، وہ ساعت گناہ کی ہے، اس کے دیکھنے سے دل پر ایسی ہیبت اور پریشانی غالب ہو گی کہ "اگر اس کو تمام اہلِ جنت پر تقسیم کر دیا جائے تو جنت کی نعمتیں بھی ہر ایک کو ناگوار گزریں۔" پھر ایک اور خزانہ کھولا جائے گا، اس میں نہ ظلمت ہو گی نہ نور ہو گا۔ یہ وہ ساعت ہے کہ جس کو ضائع کیا گیا ہے، اس وقت اس ضائع کرنے والے شخص کے دل میں ایسی حسرت اور پشیمانی پیدا ہو گی گویا کسی نے ایک "خزانہ" یا "ایک وسیع سلطنت" حاصل کی اور پھر اس کو ضائع کر دیا۔"

(کیمیائے سعادت۔ اصل ششم۔ محاسبہ و مراقبہ)

بلاشبہ اگر یہی وقت نیک کاموں میں استعمال کیا جاتا تو نہ معلوم جنت کے کتنے درجات کے مستحق ہو چکے ہوتے۔

(۳) بے حیائی میں اضافہ:۔

جب انسان "مسلسل" اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں کرے" یا "فحش مناظر دلچسپی وشوق کے ساتھ دیکھے"، تو آہستہ آہستہ اسکی شرم وحیاء کا جنازہ" نکل جاتا ہے، نتیجتاً بے حیائی، قلب ودماغ میں اپنے ڈیرے ڈال لیتی ہے، جیسا کہ ہمارے موجودہ معاشرے میں بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر الفاظ میں "حیاء" کا معنیٰ اور اقسام بھی تحریر کردی جائیں تاکہ "حیاء کا جنازہ نکل جانے اور بے حیائیوں کے تقریباً ہر گھر میں ڈیرے ڈال لینے کے دعوے کے حق ہونے کا اعتراف کرنے پر آپ کے دل بھی مجبور ہو جائیں"، چنانچہ

حیاء کی تعریف:۔ "اَلْحَیَاءُ الَّذِیْ یَحْجُبُ صَاحِبَهٗ عَنْ اَشْیَاءٍ مُنْکَرَۃٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الْخَلْقِ۔ حیاء وہ کیفیت ہے کہ جو "صاحبِ حیاء" کو ان اشیاء سے روک دیتی ہے کہ جو "اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔"

حیاء کی اقسام:۔ حیاء کی دو قسمیں ہیں۔

﴿1﴾ حیاءِ نفسانی ﴿2﴾ حیاءِ ایمانی

(۱) حیاءِ نفسانی:۔

"وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی النُّفُوْسِ

كُلِّهَا۔ (یعنی یہ وہ حیاء ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جانوں میں پیدا فرمایا ہے۔)

(ایضا)

مثال:۔ جیسے لوگوں کے سامنے ستر کھولنے سے حیاء کرنا یا کسی اسلامی بہن کا بے پردہ غیر مردوں کے سامنے آنے سے شرمانا۔

(۲) حیاءِ ایمانی:۔

"وَهُوَ أَنْ يَمْنَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ فِعْلِ الْمَعَاصِيْ خَوْفاً مِنَ اللهِ تَعَالٰى ۔(یعنی یہ وہ حیاء ہے کہ کوئی مومن، اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کسی فعلِ گناہ سے رک جائے۔)" (ایضاً)

مثال:۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے فلموں، ڈراموں کے دیکھنے اور گانے باجے سننے سے رک جانا۔

حیاء کی تعریف و اقسام کے بارے میں مع مثال جاننے کے بعد، آپ بھی بخوشی اقرار کریں گے کہ "عذابِ رب اور گرفتِ الٰہی پر کامل یقین رکھنے والے اس مسلم معاشرے سے "حیاء کی دونوں اقسام" آہستہ آہستہ رخصت ہوتی چلی جا رہی ہیں۔"

"نوجوانوں کا نیکر پہن کر اپنے گھر والوں بلکہ گلی محلے والوں بلکہ بعض اوقات پورے ملک کے سامنے بلاشرم و جھجک آنا اور "باحیاء والدین کا اپنی جوان اولاد"، "باغیرت بھائی کا اپنی جوان بہن اور ماں باپ" اور "باشرم بہن کا اپنے جوان بھائیوں اور والدین" کے ساتھ وی سی آر اور ڈش انٹینا پر "انتہائی بے غیرتی، بے حیائی اور بے شرمی پر مشتمل مناظر دیکھنا" اور "گندے فحش

کلمات والفاظ پر مبنی گانے"، خوش دلی و مسرت کے ساتھ ہنس ہنس کر دیکھنا اور سننا"، اور "اخبارات میں اجتماعی زیادتی اور لواطت کی خبروں کی کثرت" اس دعوے پر بہت معمولی اور واضح ترین دلیلیں ہیں۔

کاش! دورانِ فلم، ٹی وی سکرین پر "کسی انتہائی غلیظ منظر" کے نمودار ہونے کی صورت میں "اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول گھر کے یہ کل افراد، نظریں چرانے کے بجائے، ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اپنی باطنی گندگی پر خود کو ملامت کرتے ہوئے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس برے کام سے توبہ کرنے کی سعادت حاصل کر لیتے۔"

(۴) اللہ تعالیٰ اور ماں باپ کی بارگاہ میں گستاخیاں:

یوں تو ان فلموں کی بے شمار "برکات" دیکھی اور محسوس کی جا سکتی ہیں لیکن "ماں باپ کی عظمت کو دل سے نکال دینا" اور "اللہ عزوجل کے مقابلے میں گستاخی پر ابھارنا"، ان فلموں کے باعث معاشرے میں عام ہونے والے "بد بختی سے بھرپور" دو ایسے فعل ہیں کہ جن کے باعث ہمارے مسلمان بھائیوں کی آخرت و ایمان "شدید خطرے" میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ پاک میں ارشاد فرمائے " **اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا** (یعنی اگر تیرے سامنے ان (یعنی والدین) میں (سے) ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی

بات کہنا۔) (کنزالایمان۔ پ۱۵۔ بنی اسرائیل۔ ۲۳)

لیکن "ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بد تمیزی سے بھرپور کلام پر مشتمل" بے ہودہ مناظر دیکھ کر، "تربیت یافتہ ماڈرن اولاد" اسی راستے پر چلتے اور والدین کو اپنی آزادیوں کی راہ میں زبردست رکاوٹ سمجھتے ہوئے، زبان درازی کرتی بلکہ بعض اوقات تو گالیاں دیتی اور مارتی ہوئی بھی نظر آتی ہے۔

یونہی شرعی مسئلہ تو یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے"، لیکن ان "پاکیزہ فلموں" میں کافر کو اپنے "بھگوان سے لڑتے جھگڑتے" یا پھر اسے کسی مسلمان کے کردار میں اپنے خدا سے بد تمیزی کرتے ہوئے دیکھ کر "دین کے بنیادی مسائل و عقائد سے ناواقف نئی نسل" بھی "اللہ عزوجل" کے خلاف گستاخی سے بھرپور الفاظ کی ادائیگی کی طرف مائل ہوتی چلی جا رہی ہے، جس کا مشاہدہ ہر ذی شعور شخص بآسانی کر سکتا ہے، خصوصاً اسکول و کالج و یونیورسٹی و آفسز کے ماحول میں۔

اس کے علاوہ ان کے گانوں میں جان بوجھ کر ایسے بول شامل کیے جاتے ہیں، جو اسلامی عقائد کے مطابق کفر پر مشتمل ہوتے ہیں جیسا کہ ایک گانے کا یہ شعر

حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے　　　خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس شعر میں "خدا بھی نہ جانے" کفر پر مشتمل ہے کیونکہ نہ جاننا جہالت ہے اور جہالت عیب ہے اور کسی عیب کی

کفریہ گانوں پر مشتمل مزید گانوں کی معرفت کے لئے "امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کے بیان کا کیسٹ "گانے باجے کی ہولناکیاں" ضرور سماعت فرمائیں۔ ادارہ

نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا، "کفر" ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی آپ سے کہے کہ (معاذ اللہ) "تمہارا خدا عزوجل جاہل ہے"... یقیناً آپ کی غیرتِ ایمانی نے آپ کی طبیعت میں اس جملے کے بارے میں غصہ و ناپسندیدگی کے جذبات پیدا کیے ہونگے اور ایسا ہونا بھی چاہیے، لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس "فرضی بات" پر تو ہم غصہ محسوس کریں لیکن اپنے "پیاروں کی ناپاک فلموں کے منحوس گانوں" میں اس قسم کے بے شمار فاسد و کفریہ جملوں کو سن کر ہمیں بالکل غصہ نہیں آتا بلکہ خوب خوشی سے سننے کے ساتھ ساتھ گنگناتا بلکہ آواز بلند کر کے پورے محلے کو سنوانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔

کاش! اس قسم کے گانے سننے والے موت سے پہلے پہلے "تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کر لیں" ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں تو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوئے بے پرواہی سے زندگی گزار دیں لیکن میدانِ محشر میں معلوم چلے کہ "حضرت کا ایمان" تو دنیا میں ہی تباہ و برباد ہو چکا ہے اور انھوں نے حالتِ ایمان نہیں بلکہ حالتِ کفر میں زندگی گزاری ہے اور اب انہیں اپنے ان "عزیزوں اور محبوبوں" کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی سخت آگ میں جلنا نصیب ہوگا کہ جنکی فلمیں دیکھنے سے منع کرنے والے کلمہ گو مسلمان بھائیوں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔"

(۵) ذہنی و قلبی گندگی :۔

ان فلموں کو دیکھنے کا ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کی "ذہنی و قلبی پاکیزگی" تقریباً ختم ہو جاتی ہے نتیجتاً ہمہ وقت "گندے اور غلیظ خیالات" دل و دماغ میں پے در پے گردش کرتے رہتے ہیں،

کھانا کھاتے ہوئے، استنجاء خانے میں بیٹھے ہوں یا نہارہے ہوں یا سونے کے لئے بستر پر دراز ہوں یا دورانِ سفر، حتیٰ کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی "غلیظ گانوں کے ناپاک بول"، "فحش مناظر" اور "مکروہ ڈائیلاگ"، اس شوقِ حرام میں مبتلاء نادان لوگوں کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور پھر ان خیالاتِ فاسدہ کے سبب نفس و شیطان کے لئے مزید برے کاموں کی دعوت دینا بلکہ ان میں مشغول کروا کر دنیا و آخرت میں ذلیل ورسوا کروا دینا، بے حد آسان ہو جاتا ہے اس قسم کے کتنے ہی نوجوان ایسے ہیں کہ جو ہمارے پاس آکر اپنی درد بھری داستان سنا کر آخر میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں "اب تو ہمیں خود اپنے آپ سے نفرت ہو گئی ہے اور اس غلاظت بھری زندگی سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد از جلد موت عطا فرما دے۔" اگر شرعی طور پر معیوب نہ ہوتا تو سگِ عطار تحریر کرتا' کہ ان فلموں کے نتیجے میں خصوصاً "ہماری نوجوان نسل" کیسی کیسی آفات میں گرفتار ہو رہی ہے جس کے باعث اگر اللہ عزوجل کی رحمت شاملِ حال نہ رہی تو ان کی آخرت کی بربادی بالکل یقینی نظر آتی ہے۔

پھر اس حقیقت کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ "والدین" کی ذہنی و قلبی پاکیزگی کا اثر لازمی طور پر اولاد میں منتقل ہوتا ہے، یونہی اگر ماں باپ ذہنی گندگی اور بری عادات میں گرفتار ہوں تو اولاد پر اس کے منفی اثرات بھی ضرور مرتب ہوتے ہیں، اس مُسَلَّمَہ (یعنی تسلیم شدہ) حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر دیکھا جائے تو ان فلموں کے باعث ذہنی غلاظت میں مبتلاء مسلمان بھائی اور بہنیں نہ صرف خود اخروی لحاظ سے بے حد خطرے میں ہیں بلکہ ان کی آنے والی نسلوں کا

مستقبل بھی یقینی طور پر تباہی وبربادی کا شکار ہوتا نظر آتا ہے۔

کاش! بظاہر خوفِ خدا عزوجل سے بے نیاز نظر آنے والا یہ مسلمان اپنے لیئے نہ سہی، اپنی آنے والی نسلوں کی بہتری کے لیئے ہی ان "واہیات مناظر" سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا۔.......

(۶) فحش حرکات وگندی گفتگو:۔

چونکہ "بے غیرتی وبے شرمی پر مشتمل یہ مناظر" غیرت وحیاءِ ایمانی کو "منہ چھپا کر بھاگنے پر مجبور" کردیتے ہیں، چنانچہ ان کے "ناظرین نوجوان" کی باطنی حالت "ایک گندی فطرت رکھنے والی مکھی" کی مانند ہو جاتی ہے کہ جسے گندگی کے بغیر سکون ہی حاصل نہیں ہوتا۔لھٰذا آپ بخوبی مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ ان فلموں کے دلدادہ نوجوان آپس میں سرِعام اس قسم کی فحش حرکات کرتے اور منہ سے ایسے گندے الفاظ وجملے نکالتے نظر آتے ہیں کہ جن کے باعث ایک شریف آدمی، شرم کے مارے خود کو زمین میں گڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

اسکول وکالج ویونیورسٹی وآفس کے ماحول میں اس قسم کے مناظر اور گندی گفتگو پر مشتمل "پاکیزہ مجالس" بکثرت دیکھی جاسکتی ہیں۔یہ "نالائق وبیوقوف مسلمانوں" کا ایک ایسا "نادان ٹولہ" ہے کہ جسے نہ تو صاف ستھری، با اخلاق اور مہذب گفتگو کرنے میں مزہ محسوس ہوتا ہے اور نہ ہی وہ خود کو اس پر قادر پاتے ہیں چنانچہ اگر "بھولے سے" کوئی پاکیزہ گفتگو شروع کر بھی لیں تو اس کا انجام بہرحال گندگی پر ہی ہوتا ہے۔کاش! ہمارے سخت خطرے میں گھرے ہوئے یہ مسلمان بھائی درجِ ذیل حدیثِ پاک کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھتے کہ

"سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "شرم وحیاء "ایمان" سے ہے اور ایمان (یعنی صاحبِ ایمان) جنت میں ہے اور فحش گوئی "سخت دلی" سے ہے اور سخت دلی آگ (یعنی جہنم) میں ہے۔" (احمد۔ترمذی)

(۷) پڑھائی تباہ وبرباد:۔

کفار کی طرف سے ملنے والے "ان زہر بھرے لڈوؤں" کی ایک برکت واضح طور پر یہ بھی دیکھی جاسکتی ہے کہ ان کے "بظاہر خوشگوار ذائقے" کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں کی پڑھائی سے دلچسپی "خطرناک حد" تک کم ہو چکی ہے۔ "دینی تعلیم" کے حصول کے جذبے سے تو پہلے ہی محروم تھے لیکن اب تو "دنیاوی پڑھائی" سے رغبت بھی صفر ہو کر رہ گئی ہے۔

یقیناً جب ذھن "گندگی کا کارخانہ" بن جائے اور "برے کاموں پر استقامت" انسان کی عادت میں شامل ہو جائے، تو یہ "انعامات" تو نہ چاہتے ہوئے بھی قبول کرنے ہی پڑیں گے۔

ابتداءً گھر والوں کو "اللہ تعالیٰ سے بے خوفی کے باعث" اس چیز کا احساس نہیں ہوتا کہ "ہم خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کا دنیاوی واخروی مستقبل خطرے میں ڈال رہے ہیں"، لیکن جب "پانی سر سے اونچا" ہو جاتا ہے اور "تربیت یافتہ فرماں بردار اولاد" امتحان میں "بری طرح فیل" ہو جانے کا شرف حاصل کر لیتی ہے تو "آخرت کی بہتری کے پیشِ نظر نہیں بلکہ صرف اور صرف دنیاوی مستقبل کی بربادی کے خوف کے باعث"، سختی کرنے کی کوشش کی

جاتی ہے، لیکن کاش! ان نادانوں کو اس بات کا احساس ہو جاتا کہ "کسی کو نشہ کا عادی بنا کر پھر نشے کی عادت چھڑوانا بہت مشکل کام ہے"..... نتیجتاً جب گھر میں سختی شروع ہو جاتی ہے تو یہی "باغی نوجوان" اپنے دوستوں کے ساتھ "اجتماعی طور پر" اس نشے کو "مزید بدترین طریقے" سے پورا کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح ان "مخلص سرپرستوں" کی مثال بالکل اس کسان کی طرح ہو جاتی ہے کہ "جو شدید محنت کر کے اپنی زمین پر فصل اگائے اور جب وہ فصل بالکل پک کر تیار ہو جائے تو خود اسے جلا کر بھسم کر دے۔" اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ امین۔

(۸) عبادت و عمل سے دوری :۔

ان فلموں کے ذریعے "ہر قسم کی آزادی ہمارا حق ہے"، "چند دنوں کی زندگی ہے، خوب عیش کے ساتھ گزارو" اور "جوانی دی ہی اس لئے گئی ہے کہ اس میں ہر قسم کی خواہشاتِ نفسانی کی جی بھر کر تکمیل کرو" کا "پاکیزہ درس" حاصل کرنے کے بعد "غلامانہ ذہن رکھنے والا مسلمان" معاذ اللہ "دینی پابندیوں" اور "عبادات کے لزوم" کو بوجھ تصور کرنے لگا ہے۔ اسی مسلمان گھرانے کو کہ جو "تین تین یا چھ چھ گھنٹے بلکہ بعض اوقات تو پوری پوری رات بغیر پلک جھپکائے "غیر اخلاقی حرکات پر مشتمل مناظر" خوب ذوق و شوق کے ساتھ دیکھنے کے باوجود تھکتا ہوا نظر نہیں آتا، "پندرہ بیس منٹ میں "گرمیوں میں پنکھوں کی ٹھنڈی ہوا" اور "سردیوں میں ہیٹروں کی گرمی میں" ادا کی جانے والی، ادائیگی کے لحاظ سے بے حد "آسان نمازیں"، انتہائی بوجھ

محسوس ہوتی ہیں اور بعض پر تو اتنی ''بد بختی'' طاری ہوتی ہے کہ جمعۃ المبارکہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور بعض ''کم بختی'' کے انتہائی اعلیٰ درجے پر فائز، ایسے بھی نظر آئیں گے کہ جو ''عیدین کی نمازیں'' بھی ادا کرنے سے جان چھڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یونہی خوب اچھی طرح ''ملمع کاری'' کر کے سکرین پر نظر آنے والے ناپاک کفار کی بظاہر ''خوبصورت دکھائی دی جانے والی صورت'' اور دیگر ''فیشنوں'' سے متأثر ہو کر ''اپنا ظاہری حلیہ بگاڑ لینے والے نوجوانوں'' کو اپنے ''پیارے آقا حبیبِ کبریا ﷺ کی پاکیزہ سنتیں'' (معاذ اللہ) حقیر و معمولی دکھائی دینے لگتی ہیں اور بد قسمتی سے ''مسلمان کہلوانے والے سرپرستوں کی اکثریت'' کو بھی اپنی اولاد انھیں کفار کے رنگ میں رنگی ہوئی اچھی لگتی ہے، بلکہ اگر ان کی اولاد میں سے کوئی، اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا ''نا قابلِ معافی مقدس جرم'' کر بھی لے تو جب تک اسے اپنے ''پیاروں کے طریقے اپنانے'' کی طرف دوبارہ مائل کرنے میں کامیابی حاصل نہ کرلیں، ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ کاش! یہ نادان ترین لوگ کبھی درج ذیل مسائل پر بھی غور کر لیتے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی نے داڑھی بڑھانے کو حقیر جانا، داڑھی رکھنے والوں کا مذاق اڑایا یا ان کی داڑھی کو گندی اشیاء سے تشبیہ دی تو ایسا شخص قطعی طور پر کافر ہے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی (اور علیحدہ نہ ہونے پر) اس کے بعد جو

بچے ہوں گے، اولادِ حرام ہوں گے۔ اہلِ اسلام کو ایسے لوگوں سے کفار والا معاملہ برتنا چاہیئے، ان کے مرنے کے بعد ان کی جنازے کی نماز نہ پڑھیں اور انھیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں کہ انھوں نے انتہائی عزت والے پیغمبر افضل المرسلین ﷺ کی سنت کو (معاذ اللہ) حقیر و ذلیل سمجھا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ بتغیر ما)

مسئلہ:۔ جو شریعت مطہرہ کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا ہے تو وہ قطعی طور پر، علماءِ کرام کے اتفاق کے ساتھ "کافر و مرتد و زندیق و ملحد" ہے، ایسا کہ "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَ عَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ (یعنی جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے تو بے شک وہ (بھی) کافر ہو گیا۔) (فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ بتغیر ما)

مسئلہ:۔ مسئلہ شرعیہ کا مذاق اڑانا صراحۃً (یعنی بالکل واضح) کفر ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ:۔ یوں کہنا کہ "داڑھی منڈانے والے، داڑھی رکھنے والوں سے بہتر ہیں" صاف سنتِ متواترہ کی توہین اور کلمۂ کفر ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی "قول و فعل و عمل و حالت" کو جو بنظرِ حقارت دیکھے "کافر" ہے۔ (بہارِ شریعت)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "فلموں ڈراموں کی برکات سے مالا مال موجودہ ماڈرن و ایڈوانس معاشرے کے مغربی ذہن رکھنے والے "بے حس والدین" کا ایک دلخراش واقعہ، حصولِ عبرت کے لئے تحریر کر دیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو پڑھ کر کوئی سمجھ دار مسلمان "دامنِ عقل" تھامنے میں کامیاب ہو جائے، سگِ عطار کو لاہور کی ایک یونیورسٹی (نام لکھنا شائد "غیرت

منڈانتظامیہ" کے لئے تکلیف کا باعث بن جائے۔) میں زیرِ تعلیم ایک قابلِ اعتماد طالبِ علم نے کل (یعنی ۱۴ مارچ ۲۰۰۰ء) کو بتایا کہ "کچھ دن پہلے یونیورسٹی ہاسٹل کے کامن روم میں رات کے وقت "پاکستان کے مستقبل کے معمار" چار لڑکے اور لڑکیوں کو "انتہائی نامناسب حالت" میں پکڑا گیا، چوکیدار کے ذریعے جب یہ "پاکیزہ خبر" انتظامی کمیٹی تک پہنچی اور ایکشن لینے کے لئے ان کے "مخلص ترین والدین" سے رجوع کرنے کی "حماقت" کی گئی تو "پاکیزہ فطرت سرپرستوں" نے "انتہائی سادگی" سے ارشاد فرمایا "جب یہ چوبیس چوبیس گھنٹے پڑھتے رہتے ہیں تو اگر "کبھی کبھار تھوڑا بہت انجوائے" بھی کرلیں تو کیا حرج ہے؟ ۔۔۔۔ انکے اس "قابلِ تعریف" جواب پر "بھولی بھالی کمیٹی" نے جواب دیا کہ "اگر آپ کو کوئی اعتراض نہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟" **لاحول ولا قوة الا با لله العلی العظیم**۔ "اے ربِ کائنات! ہم تیرے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔"

(۹) آنکھوں، کانوں میں کیل:۔

احادیثِ مبارکہ میں بد نگاہی کو آنکھوں کا زناء قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ابو داؤد شریف (کتاب النکاح) میں حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے زناء سے کچھ حصہ مقرر فرمادیا ہے جو لامحالہ اسے پہنچے گا پس آنکھوں کا زنا نظر (یعنی بدنگاہی) ہے اور زبان کا زنا (فحش) گفتگو ہے اور نفس تمنا اور خواہش کرتا ہے اور (پھر) شرم گاہ اسکی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلادیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس فعل قبیح سے محفوظ رہنے کا حکم دیتے ہوئے اپنے محبوب ﷺ سے ارشاد فرمایا "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ☆ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴿ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں﴾ (سورہ نور پ۱۸ آیت ۳۰،۳۱)

"اب جو مسلمان نامرادی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کر کے فلموں ڈراموں کی صورت میں اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے آنکھوں کے زنا کا اہتمام وانتظام کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہت برا بدلہ عطا فرمائے گا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ "حضرتِ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایک روز نمازِ فجر کے بعد ارشاد فرمایا" میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ ہے، پس تم اسے اچھی طرح سمجھ لو، آج رات، ایک آنے والا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے آیا اور عرض کی "اس پر چڑھیے" میں نے کہا کہ "میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا" اس نے عرض کی کہ "آپ چڑھیے، میں اسے آپ کے لئے آسان کر دوں گا۔" پھر میں اس پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ ہم اس کے درمیانی حصے تک پہنچ گئے،

وہاں میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کی آنکھوں اور کانوں میں کیلیں ٹھونک دی گئی تھیں۔ "دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ "ان کی آنکھیں وہ دیکھتی تھیں جو آپ نہیں دیکھتے اور ان کے کان وہ سنتے تھے جو آپ نہیں سنتے۔" (حاکم۔ طبرانی۔ بیہقی)

یاد رکھئے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب، وحیِ الٰہی کی ہی ایک صورت ہے، لھٰذا اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ مذکورہ خواب بھی وحی الٰہی ہونے کی وجہ سے حق ہے اور اس میں شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاباتِ قبر دکھائے گئے تھے۔ مذکورہ حصے میں "ان لوگوں" کا عذابِ قبر آپ کے سامنے پیش کیا گیا کہ جنہوں نے دنیا میں "حرام اشیاء" دیکھیں اور سنیں۔

کاش!... ہنس ہنس کر حرام مناظر دیکھنے اور خوب دلچسپی کے ساتھ "کفریہ کلمات پر مشتمل ناجائز گانے" سننے والے اس حدیثِ پاک کو بار بار پڑھ کر، صرف وقتی مزوں کی خاطر "نفس و شیطان" کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ عزوجل کے غیظ و غضب کو دعوت دینے والی نامعقول حرکتوں سے فوری توبہ کرنے کی کوشش کو ربِ کریم کا احسانِ عظیم تصور کریں۔

(۱۰) آنکھ میں جہنم کی آگ:۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "مَنْ مَلَأَ عَیْنَہٗ مِنَ الْحَرَامِ مَلَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَیْنَہٗ مِنَ النَّارِ "یعنی جس شخص نے اپنی آنکھ کو حرام سے بھرا تو اللہ تعالٰی، بروزِ قیامت اس کی آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا۔" (مکاشفۃ القلوب)

چونکہ حدیثِ بالا میں جہنم کی آگ کا تذکرہ کیا گیا ہے چنانچہ مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایسی احادیثِ مبارکہ ذکر کر دی جائیں کہ جن سے اس کی معرفت حاصل کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

(i) حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمہاری یہ آگ جسے ابنِ آدم (یعنی انسان) روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے"۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! جلانے کے لئے تو یہی کافی ہے؟" فرمایا "وہ اس سے انہتر (۶۹) درجے زیادہ ہے، ہر درجے میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔" (مسلم)

(ii) حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی، پس اب وہ نہایت سیاہ ہے۔" (ترمذی)

(iii) حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمہاری یہ آگ، دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے، اگر یہ دوبارہ نہ بجھائی جاتی تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے تھے، اب یہ آگ خود اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ لوٹایا جائے۔" (ابنِ ماجہ)

فلمیں دیکھنے سے باز نہ آنے والے نازک اندام مسلمان بھائیو:

مذکورہ بالا حدیثِ پاک کو اب ذرا دوبارہ خوب غور سے پڑھئے اور پھر آنکھیں بند کر کے اچھی طرح ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ "جو آنکھ "معمولی سا تنکا، مرچ کا باریک ذرہ اور پیاز کا تھوڑا سا پانی" بھی برداشت نہیں کر سکتی، وہ جہنم کی ذکر کردہ شدید ترین آگ کیسے برداشت کرے گی؟" اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ

کریم ﷺ کی نافرمانی میں مبتلاء ان "نادان ترین مسلمان بھائیوں" کو موت سے پہلے پہلے "فرماں برداری کی سمجھ" عطا فرمائے۔

(امین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(۱۱) بوقتِ موت سختی :۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں "سامانِ لذت ڈھونڈنے والا"، اگر سکراتِ موت سے پہلے پہلے توبہ کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو اسے ان حاصل کردہ وقتی مزوں کا بدلہ "شدید تکلیف و عذاب" کی شکل میں بھگتنا پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "سورۂ انعام" میں ارشاد فرمایا" وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْہِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ☆ یعنی "اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلاتے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمھیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔"

(ترجمہ کنزالایمان۔ پ ۷ ۔ ۹۳)

اس آیتِ کریمہ میں ظالموں کے لئے موت کی سختی کا ذکر ہے اور اسکے سبب کے طور پر دو چیزوں کا ذکر ہے ۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانا۔ (یعنی نبوت و وحی کے جھوٹے دعوے کر کے اور اس کے لئے "شریک" اور "بیوی بچے" بتا کر۔)

(۲) اس کی آیاتِ کریمہ سے تکبر کرنا۔ (یعنی انھیں حقیر و معمولی سمجھ

کر نظر انداز کرتے ہوئے "قابلِ عمل نہ سمجھنا" یا "قابلِ عمل سمجھنے کے باوجود عمل سے غافل ہو جانا"، جیسا کہ "فلموں ڈراموں کے ذریعے بد نگاہی کرنے والے بھی "نگاہوں کی حفاظت کے حکم پر مشتمل آیات" کے ساتھ تکبر کرنے میں مبتلاء ہیں۔")

آیتِ کریمہ میں موت کی سختی کا ذکر فرمایا گیا ہے، یہ سختی کس قدر ہو گی اس کا کچھ نہ کچھ اندازہ درج ذیل روایات سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "ملک الموت کی تکلیف، "تلوار کی ہزار چوٹوں" سے زائد ہے۔" (التاریخ للخطیب)

☆ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "بے شک فرشتے مرنے والے کو گھیر لیتے ہیں اور باندھ دیتے ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ "موت کی شدت" کی وجہ سے صحراؤں اور جنگل بیابانوں میں دوڑتا پھرتا۔" (شرح الصدور)

☆ حضرتِ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "موت دنیا و آخرت کی ہولناکیوں" میں "سب سے زیادہ ہولناک" ہے، یہ "آروں سے چیرنے، قینچیوں کے کاٹنے اور ہانڈیوں میں اُبال دینے" سے زیادہ شدید ہے، اگر مردہ زندہ ہو کر موت کی تنگی لوگوں کو بتا دیتا تو وہ اپنی "زندگی سے نفع" اور "نیند سے لذت" حاصل نہ کر سکتے۔" (ابنِ ابی الدنیا)

(۱۲) جنت سے محرومی:۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تین اشخاص ایسے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت "حرام" فرمادی ہے ﴿پہلا﴾ عادی شرابی، ﴿دوسرا﴾ ماں باپ کا نافرمان اور ﴿تیسرا﴾ وہ بے غیرت جو اپنے گھر والوں میں برائی کو قائم رکھے۔" (احمد۔ نسائی)

ملا علی قاری رضی اللہ عنہ اس حدیثِ پاک میں بیان کردہ لفظ "برائی" کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، "اَیِ الزِّنَاءُ اَوْ مُقَدَّمَاتُهٗ وَفِیْ مَعْنَاہُ سَائِرُ الْمَعَاصِیْ کَشُرْبِ الْخَمَرِ وَ تَرْکِ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ وَ نَحْوِھَا۔ یعنی زناء اور ایسی چیزیں جو زناء کا سبب بن سکیں اور اسی معنیٰ میں دیگر تمام گناہ بھی شامل ہیں جیسے شراب کا پینا اور غسلِ جنابت کا ترک کردینا اور ان کی مثل اور گناہ۔" (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

اس وضاحتِ بالا کے پیشِ نظر، یہ نتیجہ قائم کرنا بالکل دشوار نہیں کہ "جو گھر کا سرپرست اپنے گھر والوں کو خود "گناہوں کے آلات" خرید کر دے، پھر انھیں خوشی دیکھنے کی اجازت دے، بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر خود بھی اپنی "باطنی پاکیزگی" کا اظہار کرے اور ان مناظر کے نتیجے میں اولاد و اہلِ خانہ وغیرہ سے جو "گناہ و حرام کام" سرزد ہو سکتے ہیں، ان کی پرواہ نہ کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہو کر جنت جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جائے گا۔

کاش! غلیظ و فحش و گندے مناظر کے بدلے میں جنت جیسی "اعلیٰ و دائمی" نعمت سے محروم ہونے کے "غیر نفع بخش کاروبار" کی قباحت کو محسوس کرتے ہوئے خاص طور پر ہمارے "گھروں کے سرپرست حضرات"، "دامنِ احتیاط" کو تھامنے اور اس پر استقامت پزیر رہنے کی کوشش کرتے........"

(۱۳) اولاد کے گناہوں سے حصہ :۔

حضرتِ ابو سعید خدری اور ابنِ عباس رضی اللہ عنھم روایت فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جس کے کوئی لڑکا ہو، تو اس کو چاہیئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے، پھر جب وہ بالغ ہو تو اس کا نکاح کر دے، اگر لڑکا بالغ ہوا اور اس شخص نے اس کی شادی نہ کروائی، پھر اس نوجوان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔" (شعب الایمان)

☆حضرتِ عمر فاروق اور انس بن مالک رضی اللہ عنھا روایت فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "توریت میں مکتوب (یعنی لکھا) ہے کہ "جس کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور یہ شخص اس کی شادی نہ کرے، پھر اس لڑکی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا وبال باپ پر ہے۔" (ایضاً)

ان دونوں روایات پر "سرپرست حضرات" کو خوب ٹھنڈے دل کے ساتھ بار بار غور کرنا چاہیئے کہ "اگر اولاد کی بلوغت کے بعد کسی مجبوری کے تحت اس کا فوری نکاح نہیں کر سکتے تو کم از کم "فلموں، ڈراموں" کے ذریعے اسے "گناھوں کی تربیت" دے کر اپنے لئے گناہِ جاریہ کا سبب تو نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور ہمت عطا فرمائے۔ امین

ان فلموں میں سکونِ قلب ڈھونڈنے کی ناکام کوشش میں مصروفِ عمل مسلمانوں کو چاہیئے کہ "مذکورہ تمام باتوں کو بار بار پڑھیں اور اپنے قلوب میں اللہ عزوجل کی "قہاریت و جباریت" کا خوفِ حقیقی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ

انتہائی دیانت داری و توجہ سے "خود اپنے آپ" سے درجِ ذیل چند سوالات کے جوابات دریافت کر کے لباسِ حیاء پہننے کی سعادت بھی حاصل فرمائیں۔

﴿۱﴾ ان فلموں کے ذریعے اجتماعی یا انفرادی طور پر بے حیائی و بے شرمی میں مبتلاء ہونا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور پیارے آقا ﷺ کی دل آزاری کا سبب نہیں؟...

﴿۲﴾ کیا ان کے باعث ایمان ضائع ہو جانے کا شدید خطرہ موجود نہیں؟...

﴿۳﴾ کیا ان کے باعث عذابِ قبر میں مبتلاء نہ کیا جائے گا؟...

﴿۴﴾ کیا میدانِ محشر میں ان غلیظ مناظر کی وجہ سے تمام مخلوق کے سامنے "شرمندگی وندامت وذلت ورسوائی" میں مبتلاء نہ ہونا پڑے گا؟...

(۵) کیا ان وقتی مزوں کی ہولناک سزا کے طور پر "مقامِ ذلیل و خوار و کفار وبدکار ومنافقین ومشرکین یعنی جہنم" میں داخل نہ ہونا پڑے گا؟

جب آپ یہ سب باتیں "جانتے اور مانتے" ہیں تو پھر "ہٹ دھرمی وبدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو ہلاکت و بربادی وبرے خاتمے کی جانب دھکیلنے میں کیوں مصروفِ عمل ہیں؟"

والدین کی خدمت میں چند سوالات

(1) کیا اپنی اولاد کے ذہن کو گندگی میں مبتلاء کرنے، انھیں غلیظ کاموں کی ترغیب دلوانے اور ان کے قلوب کو دین سے بیزار اور دنیا کی محبت میں گرفتار کروا دینے کو عقل مندی و سمجھ داری کہا جا سکتا ہے؟

(2) کیا اپنی اولاد کے ایمان کی بربادی کا سامان کرنا، انھیں عذابِ قبر و عذابِ جہنم میں مبتلاء کروانا اور میدانِ محشر میں ذلت و رسوائی میں گرفتار کروانے والے اعمال پر استقامت کے سلسلے میں معاون و مددگار ثابت ہونا، قابلِ تعریف کام ہیں؟ اسے اپنی اولاد سے دوستی کہیں گے یا دشمنی؟

(3) اگر آپ کی "اسی جان سے زیادہ پیاری اولاد" نے میدانِ محشر میں پوری کائنات کے سامنے آپ کا گریبان پکڑ کر اس طرح سوال کر لیا کہ "ہمارے محترم والدین کریمین! اب منہ چھپا کر کہاں بھاگ رہے ہیں؟ ذرا ہماری بھی تو کچھ فریاد سنتے جایئے، سنئے اور خوب توجہ کے ساتھ سنئے کہ موت کے ایک ہی زوردار جھٹکے نے ہم پر بخوبی واضح کر دیا کہ تم لوگوں نے دنیا میں محبت کے جھوٹے دعوے کر کے ہمیشہ ہمیں دھوکے میں مبتلاء رکھا، کیوں کہ اگر واقعی تمہیں ہم سے محبت ہوتی تو "دنیا کی بہتری کے غم" کے ساتھ ساتھ ہماری "آخرت کی بھی کچھ نہ کچھ فکر" ضرور کرتے، ہماری دینی تربیت کی جاتی، نیکیوں کا حکم دیا جاتا، برائیوں سے بچانے اور ان دور رکھنے کے سلسلے میں بھی سختی سے کام لیا ہوتا... لیکن افسوس! کہ تم لوگوں نے تو بالکل اس کے برعکس معاملہ کیا، ہمارے

دل و دماغ کو گندہ کر دیا؟....... ہمیں گناہوں کے راستے دکھائے؟ ....اپنی خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لئے ہمیں بطورِ ڈھال استعمال کیا؟.....نت نئے برائیوں کے طریقے سکھائے؟....... خود ہمارے ساتھ بیٹھ کر، خوب ہنس ہنس کر، ناجائز و حرام مناظر دیکھنے کی گندی عادت کے باعث ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جرأت مند بنا دیا؟....... ہمیں گناھوں میں مبتلاء دیکھنے کے باوجود کبھی سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ الٹا نظر انداز کر کے ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے؟....... ہمیں نیکیوں سے دور دیکھ کر تمہارے ماتھے پر کبھی بھی بل نہ پڑے؟...... تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس پیارے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہونے اور موت سے پہلے پہلے ان کی رضا کے حاصل کرنے سے غافل رکھا؟......

تمہیں معلوم ہے کہ "موت کے وقت ہمیں کتنی اذیتیں دی گئیں؟...... کچھ خبر ہے کہ قبر میں ہمیں کس قدر مارا گیا؟ ....جانتے ہو کہ تمہاری "ان مہربانیوں کی وجہ" سے ہمیں کیسے کیسے عذاب سہنے پڑے؟..... میدانِ محشر کی ذلت تو تمہارے سامنے ہی ہے، یقیناً یہ سب تمہاری "کرم نوازیاں" ہیں... آہ! اور ابھی تو جہنم کا معاملہ باقی ہے۔......

ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ "بتاؤ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا تھا ؟ تمہیں ہم پر تھوڑا سا بھی رحم نہ آیا ؟ .... ہمارے معاملے میں ...... تمہارے دل اتنے سخت کیوں ہو گئے تھے ؟ ...... تم نے ہمارے ساتھ یہ دشمنوں والا سلوک کیوں کیا ؟ .... آخر تمہیں اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا ؟ ہمیں بتاؤ کہ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس منہ سے اپنی "غلاظت سے بھر پور زندگی" کا حساب و کتاب دینے کے لئے حاضر ہوں ؟ .... ہمیں جواب دو ! ..... ہمیں جواب دو ! ...... ہمیں جواب دو ! ....

تو ذرا ٹھنڈے دل سے ، بغیر غصے میں آئے اچھی طرح سوچئے کہ "کیا ایسی صورتِ حال میں آپ اپنی اس "باغی اولاد" کو کسی دلیل سے مطمئن کر سکیں گے ؟ .... کیا اس کی شدید نفرت کو محبت سے بدلنے پر قادر ہو جائیں گے ؟ .... کیا اپنی اولاد کی آخرت کی بربادی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی مضبوط جواب دے سکیں گے ؟ .... آپ کو اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی خوف محسوس نہیں ہوتا ؟ ...... اس کے پیارے محبوب ﷺ سے تھوڑی سی بھی شرم نہیں آتی ؟ ....

فلموں ، ڈراموں کے وقتی مزوں کی خاطر دنیا و آخرت کے سخت ترین عذابات کی پرواہ نہ کرنے والے مسلمان بھائیو اور بہنو !

خدارا ! ہمت کیجئے ، سنبھل جائیے ، رک جائیے ، ابھی بھی وقت موجود ہے ، اس سے پہلے کہ "موت کا فرشتہ

آپ کی زندگی کے دروازے پر دستک دے، آپ پر موت کی غشی طاری ہو جائے، توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے، عزیز رشتہ دار پاس کھڑے رو رہے ہوں، آپ کے سرہانے سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جارہی ہو، آپ موت کی شدید تکلیف محسوس کر رہے ہوں، زبان بند ہو جائے، رشتہ داروں کی صورتیں مدہم ہوتی نظر آئیں، سخت پیاس محسوس ہو رہی ہو، حلق میں کانٹے پڑ جائیں، گلے سے خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں، ملک الموت علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے انتہائی غضبناک حالت میں تشریف لائیں، ان کے ساتھ سینکڑوں عذاب کے فرشتے جہنم کی آگ میں دہکتے ہوئے کوڑے اور سخت گرم انگارے لا کر، انگاروں کو تھوڑی کے نیچے رکھ کر کوڑوں سے مارنا شروع کر دیں، روح جسم سے شدید تکلیف کے ساتھ باہر نکلے اور یوں کہے کہ "اے جسم! اللہ تعالیٰ تجھ کو میری جانب سے بدترین سزا دے کیونکہ تو مجھے گناہوں کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا، تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا"، زمین کے وہ حصے جہاں آپ نے دیدہ دلیری کے ساتھ گناہ کئے تھے... آپ پر لعنت کریں، عزیز و اقارب آپ کے گھر والوں کو دلاسہ دینے لگیں، کوئی آگے بڑھ کر آپ کی بے نور آنکھیں بند کر دے، پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور جبڑے کو کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے، کچھ لوگ قبر کی تیاری کے لئے اور کچھ کفن و تختہ غسل کی خاطر روانہ ہو جائیں، آپ کو تختہ پر لٹایا جائے، کپڑے بالکل اتار دیئے جائیں، پورے بدن پر پانی بہایا جائے، سفید کفن پہنا دیا جائے، آخری دیدار کے لئے گھر والوں کے سامنے لٹا دیا جائے، ہر طرف سے رونے اور چلانے کی آوازیں آرہی ہوں، آپ کی چارپائی کو کندھوں پر اٹھا لیا جائے، لوگ جنازہ گاہ کی طرف بڑھنا شروع ہو جائیں، آپ انتہائی حسرت کے ساتھ آخری مرتبہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں، بھائی بہنوں دیگر رشتہ داروں اور محلے والوں کی طرف دیکھنا

شروع ہو جائیں، آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے، اندھیری قبر میں... ہزاروں مردوں کے درمیان... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نا قابلِ برداشت تنہائی میں چھوڑ آنے کے واسطے... ہولناک... دہشتناک اور پرہیبت قبرستان کی جانب لے جایا جائے، تنگ و تاریک چھوٹی سی قبر میں لٹا دیا جائے، سب اوپر سے اشک بار آنکھوں کے ساتھ آخری مرتبہ زیارت کر رہے ہوں، قبر پر تختے رکھ دیے جائیں اوپر سے منوں مٹی ڈال دی جائے، زبردست خوف و غم محسوس ہو رہا ہو، منکر نکیر کے سامنے "خوب چہکنے والی زبان" گنگ ہو جائے، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدِ مبارک پر سر اور نگاہیں شرم سے جھک جائیں، (خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے) سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر واپس تشریف لے جائیں، سخت عذابِ قبر مسلط کر دیا جائے، کوئی آپ کی پرسوز آہیں اور کراہیں سننے والا موجود نہ ہو، آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں فریاد کریں... لیکن قبولیت کا وقت گزر چکا ہو، مردے اس طرح خطاب کر کے مزید رنج و غم میں اضافہ کریں کہ "اے دنیا سے آنے والے! کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ "ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی مہلت ملی تھی، لیکن افسوس! کہ تو نے وقت ضائع کر دیا[1]"، قبر اس طرح پکار کر مزید دہشت و خوف بڑھا دے کہ "اے زمین پر اترا کر چلنے والے! کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے؟[2]"... ہزاروں برس اسی طرح عذاب بھگتتے گزر جائیں، صور پھونکا جائے، لاکھوں کروڑوں اربوں کھربوں مُردے اپنی اپنی قبروں سے باہر نکل کر "ندامت و پریشانی و خوف کے عالم" میں بارگاہِ الٰہی کی جانب بڑھنا شروع ہو جائیں، پسینوں پر پسینے آ رہے ہوں، گرمی کے مارے برا حال ہو، سائے کے لئے

---

[1] شرح الصدور [2] شرح الصدور

نام بھر کو کوئی جگہ نظر نہ آئے، زبان پیاس سے باہر نکل آئے، سورج آگ برسا رہا ہو، کثرتِ ازدحام کی وجہ سے دھکے لگ رہے ہوں، رش کے باعث سخت حبس محسوس ہو رہا ہو، پسینوں کی بدبو کی وجہ سے دماغ پھٹ رہا ہو، سابقہ زندگی میں کی گئیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اور نفس و شیطان کی اطاعتیں... جہنم کے سخت عذاب کی وعید سنا رہی ہوں، جسم کے اعضاء خود آپ کے خلاف گواہی دینے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہوں، انتہائی پریشانی و بے چینی کے عالم میں ہر طرف امداد طلب نگاہوں سے دیکھنے کے باوجود کوئی سہارا نظر نہ آئے، اپنی مختصر سی زندگی کی قدر کرنے والوں کو ملنے والے انعامات کو دیکھ کر اپنے کرتوتوں پر شدید افسوس اور خود پر سخت غصہ آئے، اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار و اطاعت گزار بندے اپنے سیدھے ہاتھ میں اعمال نامہ لے کر "روشن چہروں" کے ساتھ جنت کی جانب رواں دواں ہو کر آپ کو "دنیا میں کم عقلی کے ساتھ گزارے ہوئے دنوں کی اہمیت" کا احساس دلا رہے ہوں، اچانک " وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یعنی اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ[1]) "کی ندا سنائی دے، فرشتے اللہ عزوجل کے حکم سے آپ کو "ان ہی مشرکوں کافروں انگریزوں نافرمانوں اور شیطانوں" کے ساتھ کھڑا کر دیں کہ "جن کی گندی حرکتوں کو دیکھے بغیر سکونِ قلب" حاصل نہ ہوتا تھا، آپ کو بارگاہِ الٰہی میں ایک مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے، سختی کے ساتھ حساب لیا جائے، جہنم کی وعید سناتے ہوئے الٹے ہاتھ میں اعمال نامہ دیدیا جائے، نہ چاہتے ہوئے بھی اسے پکڑنا پڑ جائے، منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے اور اس وقت سارے عزیز رشتہ دار بھی "آپ کی اس ذلت و رسوائی" کو انتہائی حسرت کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے ہوں۔ "چنانچہ ہمت

---

[1] سورہ یٰسٓ پ ۲۳ آیت ۵۹

کیجئے... ہمت کیجئے... ہمت کیجئے۔...........

اگر آپ نے تھوڑی سی ہمت وکوشش مسلسل جاری رکھی تو ان شاءاللہ تعالیٰ بہت جلد ان تمام بد' عادات سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا"ذہنی سکون، عبادات کی رغبت ، گناہوں سے نفرت ، نورِ قلب اور فکرِ آخرت" جیسے انعامات عطا کئے جائیں گے اور اس طرح آپ اور آپ کے گھر والوں کی آخرت محفوظ ہو جائے گی۔

اس بارے میں آسانی کے حصول کے لئے بہترین صحبت اور اچھا ماحول بے حد ضروری ہے ، پاکیزہ حضرات کی صحبت کی برکت سے دل کی نورانیت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اسی قلبی نورانیت کی برکت سے انسان بڑے بڑے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً انسان کو صرف اور صرف نیکیوں سے ہی سکون وقرار حاصل ہوتا ہے اور گناہوں کی طرف توجہ یا تو بالکل ہی نہیں جاتی اور یا پھر اگر جاتی بھی ہے تو فوراً "توبہ کی توفیق" اور اللہ تعالیٰ کی طرف "رجوع کی نعمت" حاصل ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ عزوجل !" **دعوتِ اسلامی** " کا غیر سیاسی پاکیزہ ماحول ایک ایسا ہی بابرکت ماحول ہے کہ جس سے وابستگی کے کچھ ہی عرصے بعد حیرت انگیز طور پر "غلیظ وبری" چیزوں کی طرف سے دھیان بالکل ہٹ جاتا ہے اور نیکیوں پر استقامت بے حد آسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نہ صرف آپ خود اس ماحول کے قریب تشریف لائیں بلکہ دوسروں کی فلاح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انھیں بھی شرکت کی دعوت دیں۔ خصوصاً اگر آپ صاحبِ اولاد ہیں تو "سچی محبت کی

دلیل کے طور پر" انھیں بھی ضرور ضرور اس ماحول کے قریب کیجئے۔

ضمناً عرض ہے کہ "اس ماحول سے وابستگی کے باعث ان شاءاللہ عزوجل نہ تو آپ کے کاروبار کا کوئی نقصان ہوگا، نہ ہی پڑھائی وغیرہ متاثر ہوگی اور نہ کسی کو اس کے گھر والوں سے دور کیا جائے گا ہاں یہ پاکیزہ ماحول آپ کو اس قسم کی سوچ ضرور دے گا کہ "ان تمام کاموں کو شریعت کے دائرے میں رہ کر کیا جائے نیز ان میں مشغولیت اتنی زیادہ نہ بڑھالیں کہ آخرت کو بالکل ہی فراموش کر بیٹھیں۔"

الحمد للہ عزوجل کراچی سطح پر " **دعوتِ اسلامی** " کا " ہفتہ وار اجتماع" ہر "ہفتے" کے روز، " عالمی مرکز فیضانِ مدینہ سبزی منڈی "منعقد ہوتا ہے، دوسرے شہروں میں رہنے والے حضرات اپنے علاقائی اجتماع کے بارے میں معلومات حاصل فرما کر شرکت کی "مخلصانہ کوشش" فرمائیں۔

آپ کی خدمت میں مزید مدنی التجاء ہے کہ "فوراً ان گناہوں سے توبہ کرلیجئے اور ساتھ ساتھ "تجدیدِ ایمان" اور اگر شادی شدہ ہیں تو "احتیاطاً تجدیدِ نکاح" بھی کرلینا مفید رہے گا۔

نیز یہ حدیثِ پاک بھی ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھئے کہ "حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر تم اپنی جانب سے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمھیں "جنت" کی ضمانت دیتا ہوں۔

﴿پہلی﴾ جب بات کرو، تو سچ بولو، ﴿دوسری﴾ جب وعدہ کرو تو پورا کرو، ﴿تیسری﴾ جب امانت رکھوائی جائے تو اسے واپس کرو، ﴿چوتھی﴾ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، ﴿پانچویں﴾ ناجائز اشیاء (کے دیکھنے) سے اپنی نگاہ

کو روکو اور ﴿چھٹی﴾ اپنے ہاتھوں کو ﴿برے کاموں سے﴾ روکو۔"

(شعب الایمان)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حقیقی شرم وحیاء وغیرت عطا فرمائے اور "نادان مسلمانوں" کو "موت سے پہلے پہلے" ان "مناظر غلیظہ" سے نجات عطا فرمائے۔"

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

تو اچانک موت کا ہو گا شکار

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
تو اچانک موت کا ہو گا شکار

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ !
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ!

تیری طاقت تیرا فن عہدہ ترا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ ترا

ہو گیا تجھ سے خدا عزوجل ناراض اگر
قبر سن لے آگ سے جائے گی بھر

فلم دیکھے اور جو گانے سنے
کیل اس کی آنکھ ، کانوں میں ٹھکے

فلم بیں کی آنکھ میں دوزخ کی آگ
بعدِ مُردن ہو گی، تو ٹی وی سے بھاگ

چھوڑ دے ٹی وی کو، وی سی آر کو
کر دے یوں راضی شہِ ابرار کو ﷺ

بینڈ باجوں سے تو کوسوں دور بھاگ
ورنہ دوزخ کی تجھے کھائے گی آگ

تو بھی بھائی دھیان رکھ گھر بار کا
ورنہ ہو گا مستحق تو نار کا

جب ترے ساتھی تجھے چھوڑ آئیں گے
قبر میں کیڑے تجھے کھا جائیں گے

قبر میں تیرا کفن پھٹ جائے گا
یاد رکھ نازک بدن پھٹ جائے گا

آہ! اُبل کر آنکھ بھی بہہ جائے گی
کھال اُدھڑ کر قبر میں رہ جائے گی

سانپ، بچھو قبر میں گر آ گئے!
کیا کرے گا بے عمل گر کھا گئے

کھلکھلا کر ہنس رہا ہے بے خبر
قبر میں روئے گا چیخیں مار کر

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

وقتِ آخر یا خدا! عطّار کو
خیر سے سرکار ﷺ کا دیدار ہو

﴿امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی﴾